بسم اللہ الرحمن الرحیم

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھے چومنا بدعت ہے؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنے کا ثبوت کہاں سے ہے؟ بعض لوگ اس کو بدعت قرار دے کر ناجائز و گناہ کہتے اور اس عمل سے روکتے ہیں، شرعی دلائل کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں کہ یہ عمل شرعاً کیسا ہے؟

جواب

مختصر جواب:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک "محمد" سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر لگانا مستحب یعنی کارِ ثواب عمل ہے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے محبت و عقیدت کا اظہار ہے، حتیٰ کہ حدیث پاک کے مطابق ایسا کرنے والے کے لیے شفاعتِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ملنے کی خوشخبری ہے۔ اس عمل کی اصل قرآنِ کریم، احادیثِ طیبہ، ائمہ و محدثین، اُمّت کے اکابر علمائے دین کے اقوال و افعال اور اصول و قوانینِ شریعت سے ثابت ہے، لہٰذا سوائے چند مخصوص مقامات کے (جن کی تفصیل آخر میں ذکر کی جائے گی)، خواہ اذان کے دوران اسمِ مبارک سننے کا موقع ہو یا اس کے علاوہ، ہر صورت میں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا، جائز و مستحسن عمل ہے۔ اس لیے اس کو بدعت و گناہ کہہ کر ترک کرنے پر زور دینا شریعت پر افتراء و بہتان اور جہالت کے سوا کچھ نہیں۔ (تفصیلی دلائل ذیل میں ملاحظہ کیجیے۔)

نامِ مبارک سن کر انگوٹھے چومنے کے استحباب کی صراحت کرتے ہوئے علامہ ابنِ عابدین شامی دِمشقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1252ھ/1836ء) "ردالمحتار" میں لکھتے ہیں: "يستحب أن يقال عند سماع الأولى من الشهادة: صلى الله عليك يا رسول الله، وعند الثانية منها: قرت عيني بك يا رسول الله، ثم يقول: اللهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع ظفري الابهامين على العينين فإنه عليه السلام يكون قائدا له إلى الجنة، كذا في كنز العباد، قهستاني، ونحوه في الفتاوى الصوفية، وفي كتاب الفردوس "من قبل ظفري إبهامه عند سماع أشهد أن محمدا رسول الله في الأذان أنا قائده ومدخله في صفوف الجنة"

ترجمہ: مستحب ہے کہ مؤذن کی پہلی شہادت پر "صلى الله عليك يا رسول الله" کہا جائے اور دوسری پر "قرت عيني بك يا رسول الله"، پھر انگوٹھوں کے ناخنوں کو آنکھوں پر رکھ کر "اللّٰهم متعني بالسمع والبصر" کہا جائے، ایسا کرنے والے کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم جنت کی طرف لے جانے میں قائد ہوں گے، یونہی کنزالعباد، قہستانی اور اسی کی مثل فتاوی صوفیہ میں ہے۔ اور مسند الفردوس

میں ہے : جو"اشھدان محمدارسول اللہ"اذان میں سن کرانگوٹھوں کوچومے، مَیں اس کاقائدہوں اوراسے جنت کی صفوں میں داخل کروں گا۔ (ردالمحتار علی الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب الاذان، جلد2، صفحہ 84، مطبوعہ کوئٹہ)

اذان کے علاوہ دیگر مواقع پر بھی نام مبارک پڑھ یاسن کرانگوٹھے چومنا جائزو مستحسن ہے، چنانچہ اعلیٰ حضرت امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات : 1340ھ/1921ء) لکھتے ہیں : "مسلمان اگروقتِ اقامت بھی تقبیل کرے، ہر گز کوئی وجہِ ممانعت نہیں، اوراسے شرعاًناجائزنہ کہے گا، مگروہ کہ شرع پرافترا کرتایانام واکرامِ سیدالانام علیہ افضل الصلاۃ والسلام سے جلتاہے۔ اسی طرح نمازواستماع قرآن مجید واستماع خطبہ جن میں حرکت منع ہے اوران کے امثال مواضع لزوم محذورکے سواجہاں **کہیں بھی یہ فعل بنظرِ تعظیم ومحبت حضرت رسالت علیہ افضل الصلاۃ والتحیۃ ہوجیساکہ بعض محبان سرکار سے مشہور ہے، بہرحال محبوب ومحمود ہے۔**"

(فتاویٰ رضویہ، جلد5، صفحہ 652، مطبوعہ رضافاؤنڈیشن، لاھور)

اذان کے علاوہ دیگر مواقع پر بھی انگوٹھے چومنا جائزو مستحسن ہونے کے حوالے سے امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ کاشکوک وشبہات کاقلع قمع کرنے والاشاندار رسالہ "نہج السلامۃ فی حکم تقبیل الابھامین فی الاقامۃ" (یعنی اقامت کے دوران انگوٹھے چومنے کے حکم میں عُمدہ تفصیل) فتاوی رضویہ، جلد5میں موجودہے، جس کامطالعہ انتہائی مفید رہے گا، ان شاء اللہ العزیز۔

یونہی مفتی جلال الدین امجدی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات : 1422ھ/2001ء) لکھتے ہیں : "اذان وتکبیر کے علاوہ بھی نامِ مبارک سن کرانگوٹھاچومناجائزو مستحسن ہے کہ اس میں حضورعلیہ الصلاۃ والسلام کی تعظیم بھی ہے اورحضورکی تعظیم جس طرح بھی کی جائے، باعثِ ثواب ہے۔" (فتاوی فیض رسول، جلد1، صفحہ 224، مطبوعہ شبیر برادرز، لاہور)

تفصیلی جواب :

نام مبارک سن کرانگوٹھے چومنے کے ثبوت پر بہت سے دلائل ہیں، جن میں سے چند درج ذیل ہیں؛

پہلی دلیل :

اس حوالے سے واضح احادیث موجودہیں، جن سے ثابت ہوتاہے کہ یہ عمل شرعاًنہ صرف جائز، بلکہ تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم پر مشتمل ایک نہایت اچھاعمل ہے، جس کے دینی ودنیوی کثیر فوائدہیں۔

چنانچہ علامہ محمدبن عبدالرحمن سخاوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سال وفات : 902ھ/1497ء) "المقاصدالحسنۃ" میں "مسندالفردوس للدیلمی" کے حوالے سے لکھتے ہیں : "مسح العينين بباطن أنملتي السبابتين بعد تقبيلهما عند سماع قول المؤذن أشهد أن محمدارسول اللہ، مع قوله: أشهد أن محمداعبده ورسوله، رضيت بالله ربا، وبالاسلام دينا، وبمحمد صلى اللہ عليه وسلم نبيا، ذكره الديلمي في الفردوس من حديث أبي بكر الصديق أنه لماسمع قول المؤذن أشهد أن محمدرسول اللہ قال هذا، و قبل باطن الأنملتين السبابتين ومسح عينيه، فقال صلى اللہ عليه وسلم: من فعل مثل مافعل خليلي فقد حلت عليه شفاعتي" ترجمہ : مؤذن سے "اشھدان محمداًرسول اللہ" سُن کرانگشتانِ شہادت کے پورے، اندورنی جانب سے چوم کرآنکھوں

پر لگانا اور یہ دُعا پڑھنا ”أشهد أن محمدا عبده ورسوله، رضيت بالله ربا، وبالاسلام دينا، وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا“، اس حدیث کو امام دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حوالے سے بیان کیا کہ جب انہوں نے مؤذن کو "اشهد ان محمداً رسول الله" کہتے ہوئے سنا، تو یہ دُعا پڑھی اور اپنی شہادت کی انگلیوں کے پورے اندرونی جانب سے چوم کر اپنی آنکھوں پر لگائے، اس پر نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو میرے پیارے کی طرح عمل کرے، تو اس کے لیے میری شفاعت حلال ہو جائے گی۔ “(المقاصد الحسنۃ، صفحہ 604، 605، دار الکتاب العربی، بیروت)

اسی روایت کو امام اسماعیل بن محمد عجلونی شافعی رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1162ھ) نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ”کشف الخفاء“ میں نقل کیا۔ (کشف الخفاء، جلد 2، صفحہ 243، مطبوعہ المکتبۃ العصریہ)

اوپر ذکر کردہ حدیث پاک پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ علی قاری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1014ھ/1605ء) نے جو فرمایا اس خلاصہ یہ ہے کہ جب یہ عمل خلیفۂ اوّل حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے، تو اس پر عمل کرنے کے لیے اتنا ہی کافی ہے، کیونکہ حضور نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اپنی سنت کے ساتھ ساتھ اپنے خلفائے راشدین کی سنت کو بھی مضبوطی سے تھامنے کا حکم دیا ہے، لہٰذا اس عمل کے جائز و مستحب ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ طریقہ صدیقی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: ”وإذا ثبت رفعه على الصديق فيكفي العمل به لقوله عليه الصلاة والسلام عليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين“ ترجمہ: مفہوم واضح ہے۔ (الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ، ص 316، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت)

اور اسی روایت کو ذکر کرتے ہوئے امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے لکھا: ”تو صدیق سے کسی شَے کا ثبوت بعینہٖ حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے ثبوت ہے، اگرچہ بالخصوص حدیث مرفوع درجہ صحت تک مرفوع نہ ہو۔“ (فتاویٰ رضویہ، جلد 5، صفحہ 432، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

علامہ محمد بن عبد الرحمن سخاوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سال وفات: 902ھ/1497ء) ”المقاصد الحسنہ“ میں امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کے متعلق، فقہ مالکی کے عالم و فقیہ، ابو عبد اللہ محمد بن محمد طرابلسی، المعروف امام حطاب مالکی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ (سال وفات: 954ھ) اپنی کتاب ”مواہب الجلیل فی شرح مختصر خلیل“ میں حضرت خضر علیہ السلام کے حوالے سے، محدّث وقت، علامہ محمد طاہر حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 984ھ) ”مجمع بحار الانوار“ میں، علامہ اسماعیل حقی حنفی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ (سال وفات 1127ھ) ”تفسیر روح البیان“ میں اور امام عجلونی شافعی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ (سال وفات: 1162ھ) ”کشف الخفاء“ میں نقل کرتے ہیں، واللفظ للاول: ”قال وروي عن الفقيه محمد بن سعيد الخولاني قال: أخبرني الفقيه العالم أبو الحسن علي ابن محمد بن حديد الحسيني أخبرني الفقيه الزاهد البلالي عن الحسن أنه قال: من قال حين يسمع المؤذن يقول أشهد أن محمدا رسول الله: مرحبا بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ويقبل إبهاميه ويجعلهما على عينيه لم يعم ولم يرمد۔“ ترجمہ: یعنی شمس الدین محمد بن صالح مدنی فرماتے ہیں کہ فقیہ محمد سعید خولانی سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا: مجھے فقیہ عالم ابو الحسن علی بن محمد بن حدید حسینی نے خبر

دی، وہ کہتے ہیں کہ مجھے فقیہ زاہد بلالی نے حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ سے خبر دی کہ حضرت امام نے فرمایا کہ جو شخص مؤذن کو اشھد ان محمداًرسول اللہ کہتا ہوا سنے اور یہ دعا پڑھے : "مرحبا بحبيبي وقرة عيني محمد بن عبد الله" اور اپنے انگوٹھے چُوم کر آنکھوں پر رکھے، وہ نہ تو کبھی اندھا ہوگا، نہ اس کی آنکھیں دُکھیں گی۔ (المقاصد الحسنۃ، صفحہ 606، دار الکتاب العربی، بیروت)

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے لکھا : "علامہ محدث محمد طاہر فتنی رحمہ اللہ تعالی "تکملہ مجمع بحار الانوار" میں حدیث کو صرف "لا یصح" فرما کر لکھتے ہیں : "وروی تجربة ذلک عن کثیرین" یعنی اس کے تجربہ کی روایات بکثرت آئیں۔ (مجمع بحار الانوار، جلد 5، صفحہ 216، مطبوعہ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ)" (فتاویٰ رضویہ، جلد 5، صفحہ 436، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

عالمِ شہیر، مفتیِ اسلام، مولانا مفتی محمد یار خلیق فاروقی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سال وفات : 1356ھ) اپنی کتاب "صلوٰۃِ مسعودی" میں روایت نقل کرتے ہیں : "روی عن النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم انہ قال من سمع اسمی فی الاذان ووضع ابھامیہ علی عینیہ فانا طالبہ فی صفوف القیامۃ وقائدہ الی الجنۃ" یعنی : حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے اذان میں میرا نام سنا اور انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں سے لگایا، تو میں قیامت میں صفوں سے تلاش کر کے اسے جنت لے جاؤں گا۔ (صلوۃ مسعودی، جلد 2، باب بست و یکم در بیان بانک نماز، صفحہ 35، مطبوعہ پشاور)

دوسری دلیل :

زمانۂ قدیم سے سلف و صالحین، مستند و معتبر ائمۂ دین، علماء، صلحاء، محدثین اور بزرگانِ دین کا آج تک یہ معمول رہا ہے کہ نام مبارک سن کر انگوٹھے چومتے اور آنکھوں سے لگاتے اور اس عمل کو اپنے لیے دنیا و آخرت میں سرخروئی کا ذریعہ جانتے رہے اور اس کی دینی و دنیوی فضیلتیں بیان کرتے رہے، بلکہ آنکھوں کی حفاظت، وغیرہ کے لیے اس عمل کو مجرب قرار دیتے رہے ہیں، لہٰذا ایسا عمل جو مسلمانوں میں صدیوں سے رائج ہے جسے مسلمانوں کی اکثریت اچھا جانتی ہے اور ان میں معمول بہا بھی ہے، تو حدیث پاک کے مطابق وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا عمل ہے۔

چنانچہ المستدرک للحاکم، مسند امام احمد، مسند بزار، المعجم الکبیر للطبرانی اور دیگر کتب احادیث میں ہے، واللفظ للاول: "ما رای المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن" ترجمہ : جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔ (المستدرک علی الصحیحین، جلد 3، صفحہ 83، مطبوعہ دار الکتب العلمیہ، بیروت)

علامہ علی قاری حنفی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات : 1014ھ/1605ء) نے اس بات کو بہت خوبصورت انداز میں سمجھایا، فرماتے ہیں کہ نیک مسلمانوں کے نزدیک اچھا عمل، اللہ کریم کے نزدیک بھی اچھا اس لیے ہے، کیونکہ مرفوع حدیث پاک کے مطابق یہ امت مجموعی طور پر گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی، لہٰذا جس عمل پر مسلمانوں کی بڑی جماعت کاربند ہے، وہ کام بھی گمراہی والا نہیں ہو سکتا، چنانچہ عبارت ملاحظہ کیجیے : "عن ابن مسعود ما رأه المؤمنون حسنا فھو عند اللہ حسن وفی حدیث مرفوع ولا تجتمع أمتي علی الضلالة" ترجمہ : مفہوم واضح۔ (مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح، جلد 1، صفحہ 224، مطبوعہ بیروت)

سیدی اعلیٰ حضرت اس بات کو ایک اور انداز میں بیان فرماتے ہیں: "ادب و اجلال جہاں تک ممکن ہو، بہتر ہے۔ فتح القدیر میں ہے: "کل ما کان فی الأدب والاجلال کان حسناً" ہر وہ کام جو ادب و احترام میں داخل ہو وہ اچھا ہے۔" (فتاوی رضویہ، جلد 23 صفحہ 405، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ نام مبارک "محمد" پڑھ یا سن کر سر جھکانا، انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگانا ادب ہی ادب ہے اور حسن یعنی اچھا کام ہے۔

کچھ ائمہ کے نام اوپر ذکر کردہ دلائل میں بیان ہوئے، مزید اس مسئلہ میں سلف، صالحین اور فقہائے اسلام کی تصریحات ملاحظہ کیجیے،

چنانچہ شرحِ نقایہ، کنز العباد، جامع الرموز، رد المحتار، طحطاوی علی المراقی اور اردو کتب فقہ، جیسا کہ فتاوی رضویہ، فتاوی امجدیہ، فتاوی نوریہ اور دیگر بہت سی کتب فقہ میں ہے، واللفظ للطحطاوی: ذکر القهستاني عن كنز العباد أنه يستحب أن يقول عند سماع الأولى من الشهادتين للنبي صلى الله عليه وسلم صلى الله عليك يا رسول الله وعند سماع الثانية قرت عيني بك يا رسول الله اللّٰهم متعني بالسمع والبصر بعد وضع إبهاميه على عينيه فإنه صلى الله عليه وسلم يكون قائدا له في الجنة وذكر الديلمي في الفردوس من حديث أبي بكر الصديق رضي الله عنه مرفوعا من مسح العين بباطن أنملة السبابتين بعد تقبيلهما عند قول المؤذن أشهد أن محمدا رسول الله وقال: أشهد أن محمدا عبده ورسوله رضيت بالله ربا وبالاسلام دينا وبمحمد صلى الله عليه وسلم نبيا حلت له شفاعتي "اس پوری عبارت کا مفہوم شامی کی عبارت میں گزر چکا ہے۔

مزید احادیث اور سلف صالحین کا عمل بیان کرنے کے بعد علامہ طحطاوی حنفی عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ لکھتے ہیں: "وكذا روي عن الخضر عليه السلام وبمثله يعمل في الفضائل" یعنی ایسی ہی روایت حضرت خضر علیہ السلام سے بھی مروی ہے اور فضائل کے باب میں ایسی روایات پر عمل کیا جاتا ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح، صفحہ 205، 206، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

ہمارے زمانہ میں بعض لوگوں نے ابو الحسنات علامہ عبد الحی لکھنوی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 1304ھ/1886ء) کی طرف غلط پیرائے میں نسبت کر کے اپنا باطل موقف ثابت کرنے کی کوشش کی، حالانکہ علامہ لکھنوی نے خود استحباب بیان کیا ہے، چنانچہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: "بعض فقہا مستحب نوشتہ اند، وحدیث ھم دریں باب نقل میسازند، مگر صحیح نیست ودر امر مستحب فاعل وتارک ھر دو قابل ملامت وتشنیع نیستند، در جامع الرموز می آرد۔۔۔الخ" یعنی بعض فقہاء نے اس کو مستحب لکھا ہے اور اس کے بارے میں حدیثیں بھی نقل کی ہیں، مگر وہ درجہ صحت پر فائز نہیں ہیں اور مستحب کام کرنے اور نہ کرنے والا، دونوں پر ملامت اور طعن و تشنیع نہیں ہے اور جامع الرموز میں ہے (اور آگے وہی عبارت ذکر کی جو اوپر شامی کے جزئیہ میں موجود ہے)۔" (مجموعہ فتاوی، باب ما یتعلق بالاذان، جلد 3، صفحہ 47، مطبوعہ لکھنؤ)

فتاوی رضویہ میں امامِ اہل سنت عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ نے شاندار رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین" تحریر فرمایا، جس میں دیگر بہت سے شاندار دلائل کے ساتھ ساتھ سلف و صالحین کا عمل بھی بیان کیا ہے، جلد 5، صفحہ 430 پر ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

علامہ فیض احمد اویسی صاحب رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے اس مسئلہ کے متعلق رسالہ تحریر فرمایا جس میں دیگر دلائل بیان کرنے کے بعد اس مسئلہ کے جواز و استحباب پر تصریحات کرنے والے محدثین، علماء و فقہاء اور ان کی کتب کے نام لکھے، چنانچہ لکھتے ہیں: "انگوٹھے چومنے

کا مسئلہ جس طرح احادیث سے ثابت ہے، اس طرح فقہائے کرام کی عبارات سے بھی ثابت ہے خواہ وہ فقہائے حنفی ہوں یا شافعی یا مالکی چنانچہ مذکورہ عبارات میں ہر سہ مذاہب کے علماء تھے اور جن کتب میں یہ مسئلہ موجود ہے، ان کے اسماء درج ذیل ہیں۔

(۱) قوت القلوب، از امام ابو طالب مکی (۲) روح البیان (۳) حاشیۂ جلالین (۴) ردالمحتار، شامی، (۵) انجیل برناس (۶) فتاوی جواہر (۷) فتاوی سراج المنیر (۸) فتاوی صوفیہ (۹) فتاوی مفتاح الجنان (۱۰) نعم الانتباہ (۱۱) صلوۃ مسعودی (۱۲) مثنوی مولانا روم (۱۳) جامع الرموز (۱۴) شرح نقایہ (۱۵) کنز العباد (۱۶) موضوعات کبیر، ملا علی قاری (۱۷) المقاصد الحسنۃ (۱۸) دیلمی، فی الفردوس (۱۹) موجبات الرحمۃ وعزائم المغفرت (۲۰) تاریخ محمد بن صالح المدنی (۲۱) فتاوی جمال مکی (۲۲) تکملہ مجمع بحار الانوار ملا طاہر محدث فتنی (۲۳) قہستانی، حواشی رملی علی بحر الرائق (۲۴) المضمرات (۲۵) اعانۃ الطالبین، فقہ شافعی (۲۶) شرح کفایہ الطالب الربانی (فقہ مالکی) (۲۷) طحطاوی حاشیہ مراقی الفلاح علی نور الایضاح (۲۸) تذکرۃ الموضاعات (۲۹) فتاوی عبد الحی (۳۰) محیط (۳۱) خزانۃ الروایات (۳۲) مقدمۃ الصلوۃ (۳۳) تہذیب الصلوۃ (۳۴) جواہر محمدیہ (۳۵) خُطب، مولانا عبد القدوس (۳۶) بستان المحدثین (۳۷) موضوعات کبیر (۳۸) مرقات شرح مشکوۃ، وغیرہ وغیرہ۔" (رسالہ : انگوٹھے چومنے کا ثبوت، صفحہ 20، 21، مطبوعہ بزم فیضان اویسیہ)

تیسری دلیل :

نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر لگانا محبت و تعظیم کا ایک انداز ہے، اور اس انداز کو اپنانے سے کوئی سنت بھی نہیں مٹ رہی، نہ کسی آیت و حدیث کی مخالفت لازم آرہی ہے، بلکہ اس کی اصل قرآن کریم سے ثابت ہے کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کی تعظیم کثیر آیاتِ قرآنیہ، احادیث طیبہ سے یقیناً ثابت ہے اور انگوٹھے چومنے کا عمل بھی تعظیم کا عمل ہے، لہٰذا انگوٹھے چومنے کا عمل بھی ثابت ہوا، تو پھر تعظیماً اس عمل کو بجالانے سے بنا کسی شرعی دلیل کے کیوں منع کیا جاتا ہے؟ حالانکہ علمائے اسلام نے واضح طور پر فرمایا کہ حضور علیہ السلام کی تعظیم کا ہر وہ انداز اپنایا جاسکتا ہے، جس میں حد سے غلو نہ ہو اور حد سے غلو یہ ہے کہ انہیں اُلوہیت کے مرتبہ پر فائز نہ مانا جائے، اس کے علاوہ ہر اس انداز اور طریقہ سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کی تعظیم جائز و درست ہے کہ جس سے عظمت بلند ہو اور وہ شریعت سے ٹکراتا نہ ہو۔

انگوٹھے چومنا ادب و تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم پر مشتمل عمل ہے اور قرآن کریم میں تعظیم حبیب صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کا حکم دیتے ہوئے رب تبارک و تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے : ﴿وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ﴾ ترجمہ کنز العرفان : "اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔" (پارہ 26، سورۃ الفتح، الایۃ: 9)

اس آیتِ مقدسہ میں تعلیم دی گئی ہے کہ سرکارِ دوعالَم صلی اللہ تعالی علیہ و آلہ وسلم کی ہر وہ تعظیم جو خلاف شرع نہ ہو، کی جائے گی، کیونکہ یہاں تعظیم و توقیر کے لئے کسی قسم کی کوئی قید بیان نہیں کی گئی، اب وہ چاہے کھڑے ہو کر صلوٰۃ و سلام پڑھنا ہو، (انگوٹھے چومنا ہو) یا کوئی دوسرا طریقہ۔ (از صراط الجنان)

چنانچہ اس ضمن میں چند عبارات ملاحظہ کیجیے، قاضی عیاض مالکی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ لکھتے ہیں: "فأوجب تعالی تعزیرہ وتوقیرہ وألزم إکرامہ وتعظیمہ، وقال ابن عباس تعزروہ تجلوہ وقال المبرد تعزروہ تبالغوا في تعظیمہ" ترجمہ: پس اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر واجب قرار دی اور ان کولازم قرار دیا۔ (الشفا بتعریف حقوق المصطفی، جلد2، صفحہ 35، مطبوعہ دارالفکر)

امام بوصیری نے "قصیدہ بردہ" میں اور علامہ زرقانی نے انہی کے اشعار کے تحت "شرح الزرقانی علی المواہب" میں، حافظ ابن حجر عسقلانی نے "مقدمہ فتح الباری" میں، حافظ ابن حجر ہیتمی نے "الجوہر المنظم فی زیارۃ القبر الشریف النبوی المکرم" میں، شیخ عبدالوہاب بن احمد بن برکات نے "عقد الزبرجد من حروف سیدنا محمد" میں اور شیخ محقق شاہ عبد الحق محدث دہلوی حنفی بخاری علیہم الرحمۃ نے **اشعۃ اللمعات شرح المشکوۃ میں لکھا، واللفظ للآخر:** (فارسی سے ترجمہ) جو کمالات و تعریفات آپ کے لیے کی جائیں گی، وہ آپ کے مرتبہ کے شایانِ شان بھی نہیں ہوں گی، شعر کا ترجمہ: "یعنی شریعت کے حکم کے مطابق انہیں خدا نہ کہو۔ اس کے علاوہ ان کی مدح و تعریف میں جو کہنا چاہتا ہے کہہ دے۔ (اشعۃ اللمعات، مترجم، جلد6، صفحہ 103، مطبوعہ فرید بک سٹال)

"الجوہر المنظم" اور "عقد الزبرجد" کی دلنشین عبارت ملاحظہ کیجیے: "ومن بالغ في تعظیمہ صلی اللہ علیہ وسلم بانواع التعظیم ولم یبلغ بہ مایختص بالباری سبحانہ وتعالی فقد اصاب الحق وحافظ علی جانب الربوبیۃ والرسالۃ جمیعا وذلك ھو القول الذی لا افراط فیہ ولا تفریط۔" مفہوم واضح۔ (عقد الزبرجد من حروف سیدنا محمد صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم، صفحہ 49، مطبوعہ بیروت)

امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ نے فتاوی رضویہ میں لکھا: ظاہر ہے کہ **نامِ اقدس سُن کر انگوٹھے چُومنا آنکھوں سے لگانا عرفاً دلیلِ تعظیم و محبت ہے اور امورِ ادب میں قطعاً عرف کا اعتبار۔** امام محقق علی الاطلاق فتح القدیر میں فرماتے ہیں: "فیحال علی المعھود حال قصد التعظیم" یعنی: تعظیم مقصود ہونے کے وقت اسے عرف پر محمول کیا جائے گا۔ (فتح القدیر باب صفۃ الصّلٰوۃ، 1/249 مطبوعہ نوریہ رضویہ، سکھر) اور تعظیم حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مطلقاً مامور بہ۔ قال اللہ تعالی: ﴿لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُؕ﴾۔ اللہ تعالیٰ کا ارشادِ مبارک ہے: "تم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور ہمیشہ ان کی تعظیم و توقیر بجالاؤ۔" (القرآن 9/48) اور مطلق ہمیشہ اپنے اطلاق پر جاری رہے گا جب تک کسی خاص فرد سے منع شرعی نہ ثابت ہو، جیسے سجدہ، زیادات امام عتابی پھر جامع الرموز پھر ردالمحتار جلد ۵ ص ۳۷۹ میں ہے: "ان المطلق یجری علی اطلاقہ الا اذا قام دلیل التقیید نصا او دلالۃ فاحفظہ فانہ للفقیہ ضروری۔" مطلق اپنے اطلاق پر ہی رہتا ہے مگر اس صورت میں کہ جب تقیید پر کوئی صراحتًا یا دلالۃً دلیل قائم ہو، اسے اچھی طرح محفوظ کر لو کیونکہ یہ فقیہ کے لئے ضروری قاعدہ ہے۔ (ردالمحتار فصل فی البیع من کتاب الحظر مطبوعہ مصطفی البابی مصر ۲۷۲/۵)۔ (فتاوی رضویہ، جلد05 صفحہ 650، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

مفتی محمد نور اللہ نعیمی رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ (سالِ وفات: 1403ھ/1982ء) "فتاوی نوریہ" میں لکھتے ہیں: "تقبیل الابہامین بھی جائز و مستحسن کہ یہ عرفاً محبوب اعظم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ہے اور حضور پُر نور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم آیاتِ

متوافرہ، احادیث متظاہرہ سے یقیناً ثابت، تو تقبیل الابہامین بھی ضرور ثابت ہوئی۔" (فتاویٰ نوریہ، جلد 1، صفحہ 285، مطبوعہ دار العلوم حنفیہ فریدیہ، بصیر پور)

اشکال: بعض لوگ یہ کہہ دیتے ہیں کہ نامِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سن کر انگوٹھے چومنے میں تعظیم کیسے ہے؟

جواب: جواباً گزارش یہ ہے کہ تعظیم صرف کسی ایک خاص عمل کا نام نہیں، بلکہ ہر وہ قول، فعل یا طریقہ جو عرفاً ادب، محبت اور تعظیم و توقیر کے اظہار کے لیے اختیار کیا جائے، وہ تعظیم کے دائرے میں داخل ہے۔ اور اس چیز کی پہچان عرف سے ہوتی ہے، مثال کے طور پر: قرآن کریم کو اونچی جگہ رکھنا۔ اس کو بوسہ دینا۔ اس پر کوئی چیز نہ رکھنا۔ استاد، والدین اور مشائخ کے سامنے ادب سے بیٹھنا، ان کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے ہونا۔ یہ سب کام تعظیماً کیے جا رہے ہوتے ہیں، کیونکہ عرف میں انہیں ادب اور احترام کا طریقہ سمجھا جاتا ہے۔ یونہی سلف و خلف سے صحابہ کرام، تابعین عظام علیہم الرضوان سے لے کر آج تک اکابر علمائے دین، محدثین، علماء، صلحاء کے تعظیمِ مصطفیٰ اور ادب و احترام والے عمل کی ہزاروں مثالیں ایسی ہیں کہ نہ وہ طریقے کسی آیتِ قرآنی میں آئے، نہ کسی حدیث میں بیان ہوئے، مگر یہ اکابرین اپناتے رہے، لہٰذا جب وہ سابقہ طریقے اپنانا ان بزرگوں پر طعن کا سبب نہ بنے اور نہ ان پر بدعت کے فتوے لگے، تو اگر کوئی مسلمان عشقِ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم میں ڈوب کر نام "محمد" سن کر محبت کے اظہار کے لیے انگوٹھے چوم کر آنکھوں کو لگا لے، تو اس کو غلط و ناجائز کیسے قرار دیا جا سکتا ہے، لہٰذا یہ بھی عرفاً اظہارِ محبت و تعظیم کا ایک انداز ہے۔

چوتھی دلیل:

فقہ اسلامی کا مسلّمہ اُصول ہے کہ جس کام کے بارے میں شارع علیہ السلام نے سکوت فرمایا اور کسی بھی مقام پر اس سے منع نہیں فرمایا، تو اس عمل کے جائز اور درست ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہے، کیونکہ شریعت میں کسی عمل سے منع نہ کرنا خود اس عمل کے جواز کی بہت بڑی دلیل ہوا کرتا ہے، جیسا کہ اُصول و قوانینِ شریعت سے واقف شخص پر مخفی نہیں، لہٰذا اگر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے کے معاملے میں غور کیا جائے، تو کسی بھی آیت و حدیث میں اس پر ممانعت وارد نہیں ہوئی، نہ مستند علماء میں سے کسی نے منع کیا، لہٰذا شریعت کی جانب سے منع ہونے پر کوئی دلیل نہ ہونا ہی خود اس عمل کے جائز ہونے کے لیے کافی ہے۔

چنانچہ علامہ زین الدین بن ابراہیم المعروف ابن نجیم مصری حنفی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ (سالِ وفات: 970ھ/1562ء) لکھتے ہیں:

"الأصل في الأشياء الاباحة حتى يدل الدليل على عدم الاباحة" ترجمہ: تمام چیزوں میں اصل مباح و جائز ہونا ہے، یہاں تک کہ (کسی چیز کے متعلق) مباح نہ ہونے کی دلیل قائم ہو جائے۔ (الأشباہ والنظائر، الفن الأول القواعد الكلیۃ، صفحہ 56، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

اوپر ذکر کردہ تمام دلائل کو امامِ اہلِ سنّت امام احمد رضا خان رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے ایک پیرے میں یوں بیان فرمایا، چنانچہ لکھتے ہیں:

"حضور پُر نور شفیع یوم النشور صاحبِ لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا نام پاک اذان میں سنتے وقت انگوٹھے یا انگشتانِ شہادت چوم کر آنکھوں سے لگانا قطعاً جائز، جس کے جواز پر مقام تبرع میں دلائل کثیرہ قائم، اور خود اگر کوئی دلیل خاص نہ ہوتی، تو منع پر شرع سے دلیل

نہ ہونا ہی جواز کے لئے دلیل کافی تھا، جو ناجائز بتائے ثبوت دینا اُس کے ذمّہ ہے کہ قائل جواز متمسک باصل ہے اور متمسک باصل محتاج دلیل نہیں، پھر یہاں تو حدیث وفقہ وارشاد علما و عمل قدیم سلف، صلحا سب کچھ موجود۔ علمائے محدثین نے اس باب میں حضرت خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا صدیق اکبر وحضرت ریحانہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سیدنا امام حسن وحسین و حضرت نقیب اولیائے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، سیدنا ابوالعباس خضر علی الحبیب الکریم و علیہم جمیعا الصلاۃ والتسلیم وغیرہم اکابرِ دین سے حدیثیں روایت فرمائیں، جس کی قدرے تفصیل امام علّامہ شمس الدین سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے کتاب مستطاب مقاصد حسنہ میں ذکر فرمائی اور جامع الرموز، شرح نقایہ، مختصر الوقایۃ وفتاوٰی صوفیہ وکنزالعباد وردالمحتار حاشیہ درمختار، وغیرہا کتبِ فقہ میں اس فعل کے استحباب واستحسان کے صاف تصریح آئی، ان میں اکثر کتابیں خود مانعین اوران کے اکابر وعمائد مثل متکلم قنوجی وغیرہ کے مستندات سے ہیں۔ ۔ ۔ اوراس سے بھی گزرئیے تو بلاشبہ یہ فعل اکابرِ دین سے مروی ومنقول اور سلف صالح میں حفظ صحتِ بصر و روشنائی چشم کے لئے مجرب اور معمول، ایسے محل پر بالفرض اگر کچھ نہ ہو تو اسی قدر سند کافی بلکہ اصلاً نقل بھی نہ ہو تو صرف تجربہ وافی کہ آخر اُس میں کسی حکم شرعی کا ازالہ نہیں، نہ کسی سنّتِ ثابتہ کا خَلاف، اور نفع حاصل تو منع باطل، بلکہ انصاف کیجئے تو محدثین کا نفی صحت کو احادیث مرفوعہ سے خاص کرنا صاف کہہ رہا ہے کہ وہ احادیثِ موقوفہ کو غیر صحیح نہیں کہتے پھر یہاں حدیث موقوف کیا کم ہے۔“

(فتاوی رضویہ، جلد 05 صفحہ 430، رضا فاؤنڈیشن، لاھور)

<u>اشکال</u>: معترضین کی طرف سے اعتراض ہوتا ہے کہ یہ عمل آنکھوں کی حفاظت کے لیے صرف ایک منتر اور ٹوٹکے کی حیثیت رکھتا ہے جس کا دین و عبادت سے کوئی تعلق نہیں، لہٰذا اس کو عبادت اور ثواب کا کام سمجھنا بدعت ہے جو کہ جائز نہیں؟

<u>جواب</u>: اس کا جواب یہ ہے کہ نام پاک کی یہ ایک برکت بیان ہوئی، ورنہ روایات میں تو یہ بھی موجود ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اس کی شفاعت فرمائیں گے، اسے اپنے ساتھ جنت میں لے کر جائیں گے۔ کیا کوئی مسلمان یہ کہہ سکتا ہے کہ جس عمل پر اتنے عظیم وجلیل ثواب کا وعدہ ہو، وہ سرے سے عبادت ہی نہیں، بلکہ منتر ہے، معاذاللہ، نیز اس عمل کی یہ برکت بیان ہونا کہ آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی، اس سے یہ کیسے لازم آتا ہے کہ یہ عمل عبادت سے ہی خارج ہو جائے؟ حالانکہ سینکڑوں احادیث ایسی ہیں جن میں تلاوتِ قرآن عظیم و تسبیح و تہلیل وحمد وتکبیر ولاحول شریف وغیرہا اذکارِ جلیلہ پر جسمانی اور دُنیاوی فوائد حاصل ہونا بیان ہوئے ہیں، جسے شوق ہو، وہ صحاح ستہ، امام منذری کی ترغیب وترہیب، امامِ جلیل سیوطی کی جوامع اور امام جزری کی حصن حصین وغیرہا کتبِ حدیث کا مطالعہ کرلے، کیا ان سے دنیوی منافع حاصل ہونے سے یہ آیات واحادیث معاذاللہ! سب ایسے منتر بن جائیں گے کہ جن کا عبادت سے کوئی تعلق ہی نہ ہو۔ (ملخص از فتاوی رضویہ، 644/5، رضا فاؤنڈیشن)

<u>تنبیہ: یہاں دو باتیں ذہن نشین رہیں:</u>

(1) اس عمل کو فرض، واجب، یا تاکیدی سنت نہیں قرار دیا گیا، بلکہ مستحب ہونا بیان ہوا، لہٰذا اگر کوئی شخص اس عمل کو درست جانتے ہوئے نہیں بھی کرتا، تو شرعاً کوئی حرج نہیں، نہ ہی اسے طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے کی شرعاً اجازت ہے، البتہ اگر کوئی اسے بدعتِ سیئہ

اور ناجائز وگناہ قرار دے ، تو شرعی دلائل کے ساتھ اس کا ضرور مؤاخذہ کیا جائے گا کہ جس کام کو اللہ و رسول نے منع نہیں فرمایا ، وہ اسے کس بنیاد پر منع کر رہا ہے ۔ چنانچہ فتاوی رضویہ میں ہے : " ضرور بمعنی فرض یا واجب یا سنت مؤکدہ تو اصلا نہیں ۔ ہاں اذان سننے میں علمائے فقہ نے مستحب رکھا ہے ۔ اور اس خاص موقع پر کچھ احادیث بھی وارد جو ایسی جگہ قابل تمسک ہیں کما حققناہ فی رسالتنا منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین ، مگر نماز میں یا خطبہ یا قرآن مجید سنتے وقت نہ چاہئے ، نماز میں اس کی ممانعت تو ظاہر ، اور استماع خطبہ و قرآن کے وقت یوں کہ اس وقت ہمہ تن گوش ہو کر تمام حرکات سے باز رہنا چاہیے ۔ " (فتاوی رضویہ ، جلد 22 ، صفحہ 316 ، رضا فاؤنڈیشن ، لاھور)

(2) کچھ مواقع ایسے ہیں کہ جہاں انگوٹھے چومنے سے بچنے کا حکم ہے ، جیسا کہ نماز میں ، یونہی تلاوت اور خطبے کے دوران کہ ان حالتوں میں نامِ مبارک سن کر انگوٹھے چومنے سے بچا جائے کہ یہی اَولیٰ و انسب ہے ، نماز میں تو واضح ہے ، دورانِ تلاوت و خطبہ اس لیے کہ اس وقت تمام افعال و حرکات سے باز رہنے کا حکم ہے ، البتہ اگر کسی نے کرلیا ، تو اس کو ناجائز و گناہ نہیں کہیں گے ، سوائے یہ کہ ایسا طریقہ ہو جو سننے میں خلل کا باعث بن جائے ۔ چنانچہ ردالمحتار میں خطبے کے احکام کے بارے میں فرمایا : "الأصح انه لا بأس بأن يشير برأسه۔" تو اس کے تحت جد الممتار میں کلام کرتے ہوئے امام اہلِ سنّت رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ لکھتے ہیں : "أفاد أن هذا القدر لا يخل بالاستماع والالحرم، فيمكن على هذا تخريج ما اعتاده الناس في زماننا من تقبيل الابهامين ووضعهما على العينين حين بلوغ القاري الى اسم النبي صلى الله تعالىٰ عليه وسلم في قوله تعالىٰ: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ﴾ فلعله **لا يحكم بالتحريم، وان كان الاولى الترك۔**" ترجمہ : ردالمحتار کے کلام نے اس بات کا فائدہ دیا کہ صرف سر کے اشارے کی مقدار ، سننے میں خلل نہیں ڈالتی ، ورنہ سر کا اشارہ بھی حرام ہوتا ، اس پر یہ مسئلہ اخذ کیا جاسکتا ہے جو ہمارے زمانے میں لوگوں کی عادت ہو چکی ہے کہ جب تلاوت کرنے والا قرآن پاک کی آیت میں نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے نام پر پہنچتا ہے تو وہ انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہیں ، **تو اس عمل پر بھی حرام ہونے کا حکم نہ لگایا جائے ، اگرچہ اولی یہی ہے کہ اسے ترک کیا جائے ۔** (جد الممتار ، جلد 3 ، صفحہ 241 ، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ ، کراچی)

فاتحہ خوانی میں پنج آیت کی تلاوت کے وقت انگوٹھے چومنے کے بارے میں امام اہلِ سنّت رَحْمَۃُ اللہ تَعَالٰی عَلَیْہ سے سوال ہوا ، تو جواباً فرمایا : " پنجآیت (یعنی پنج آیت) کے وقت اس فعل کا ذکر کسی کتاب میں نہ دیکھا گیا اور فقیر کے نزدیک یہاں پر بنائے مذہبِ ارجح واصح ، غالبا ترک زیادہ انسب و الیق ہونا چاہیے ۔ " (فتاوی رضویہ جلد 22 ، صفحہ 355 ، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاھور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب : مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر : Fsd-10071

تاریخ اجراء : 16 محرم الحرام 1448ھ /02 جولائی 2026ء

Dar-ul-IftaAhlesunnat (Dawat-e-Islami)
www.fatwaqa.com
daruliftaahlesunnat
DaruliftaAhlesunnat
Dar-ul-ifta AhleSunnat
feedback@daruliftaahlesunnat.net